سوال

(20)جماعت کھڑی ہوجانے کے بعد سنتوں کے پڑھنے کا حکم

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے دین اس مسئلہ کے متعلق فرمائیں کہ نمازِ فجر کی فرض.جماعت کے کھڑے ہوجانے کے بعد دو رکعت سنتِ فجر مسجد کے اندر خواہ صف کے قریب ہو یا دور پڑھنا مکروہ ہے یا نہیں؟ حنفی کتب کی معتبر کتب سے اردو زبان میں جواب تحریر فرمائیں، اور اس باب میں کوئی صحیح حدیث کراہت یا عدم کراہت پر وارد ہوئی ہے یا نہیں؟ بیان فرمائیں ثواب پائیں۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جماعت قائم ہونے کے بعد سنتیں پڑھنے کا عدم جواز:

(فقہاء کی نظر میں)

جب مسجد میں.جماعت قائم ہو تو اس کے بعد فجر کی سنتیں مسجد میں پڑھنا مکروہ ہے خواہ صف کے پاس پڑھے یا دور، دونوں صورتوں میں مکروہ ہیں، کیونکہ اس میں یہ مخالفت پائی جاتی ہے کہ امام.جماعت کرارہا ہے اور یہ شخص.جماعت سے علیحدہ سنتیں پڑھ رہا ہے۔ جیسا کہ ہدایہ، فتح القدیر حاشیہ ہدایہ، درمختار، فتاویٰ دلواجیہ، فتاویٰ عالمگیری اور محیط رضوی سے سمجھا جاتا ہے، جہاں ہدایہ فقہ حنفی کی بہت معتبر کتاب ہے وہاں فتح القدیر بھی معتبر ہے جو کہ علمائے احناف پر مخفی نہیں ہے اور صف کے قریب سنتیں پڑھنے میں اشد کراہت ہے جیسا کہ جہلاء کا اس پر عمل درآمد ہے۔ ایسا ہی فتح القدیر میں ہے، اور کراہت کی دلیل بموجب حدیث ہے۔ حدیث آئندہ ذکر ہوگی۔ ہدایہ کی عبارت درج ذیل ہے:

ومن انتهى الى الامام فى صلوة الفجر وهولم يصل ركعتى الفجر ان خشى ان تفوته ركعة ويدرك الاخري يصلي ركعتى الفجر عند باب المسجد ثم يدخل وان خشى فوتهما دخل مع الامام لان ثواب الجماعة اعظم والوعيد بالترك الزم والتقييد بالاداء عند باب المسجد يدل على الكراهة فى المسجد اذا كان الامام فى الصلاة (هدایہ 1/152، فتح القدیر ابن ھمام 1/339)

"جو شخص مسجد میں آیا اور امام.جماعت کرارہا ہے اور آنے والے نے فجر کی سنت نہیں پڑھی تو اگر اسے اندیشہ ہو کہ ایک رکعت نکل جائے گی اور دوسری رکعت مل جائے گی تو فجر کی سنت اگر جگہ ملے تو مسجد کے دروازہ کے نزدیک ادا کرکے.جماعت میں مل جائے اور اگر یہ خدشہ ہو کہ سنتیں ادا کرنے میں فرض کی دونوں رکعتیں.جماعت سے فوت ہوجائیں گی تو.جماعت میں شامل ہوجائے اور سنتیں چھوڑ دے اس لئے کہ.جماعت کا ثواب بہت زیادہ ہے اور اس کے ترک سے سخت وعید لازم آتی ہے اور سنت کے ادا کرنے میں مسجد کے دروازے کے نزدیک کی شرط سنتوں کے مسجد میں ادا کرنے کی کراہت پر دلالت کرتی ہے جبکہ امام.جماعت کرارہا ہے۔"

اور ایسا ہی فتح القدیر اور درمختار وغیرہ کا مفہوم ہے اور "دروازہ مسجد سے نزدیک" سے مراد خارج مسجد ہے۔ یعنی مسجد کے دروازہ سے قریب مسجد سے باہر اگر کوئی جگہ ہو تو وہاں سنت ادا کرکے جماعت میں شامل ہو جائے اور اگر کوئی جگہ نہ ہو تو فرض جماعت میں مل جائے اور مسجد میں سنت ادا نہ کرے کہ مسجد کے اندر سنت ادا کرنے میں کراہت لازم آئے گی، کیونکہ ادائیگی سنت پر مکروہ کا ترک کردینا مقدم ہے، جیسا کہ فتح القدیر درمختار وغیرہ سے صاف معلوم ہو رہا ہے۔

قولہ : والتقیید بالاداء عند باب المسجد یدل علی الکراہۃ فی المسجد اذا کان الامام فی الصلاۃ لما روي عند علیہ الصلاۃ والسلام "اذا اقیمت الصلاۃ فلا صلاۃ الا المکتوبۃ" ولانہ یشبہ المخالفۃ للجماعۃ والانتباز عنھم فینبغي ان لا یصلي فی المسجد اذا لم یکن عند باب المسجد مکان لان ترک المکروہ مقدم علی فعل السنۃ غیر ان الکراہۃ تتفاوت فان کان الامام فی الصیفي و عکسہ اشد ما یکون کراہیۃ ان یصلیھا مخالطا للصف کما یفعلہ کثیر من الجھلۃ (فتح القدیر)

واذا خاف فوت رکعتی الفجر لاشتغالہ بسنتھا ترکھا لکون الجماعۃ اکمل و الا بان رجا ادراک رکعۃ فی ظاہر المذہب و قیل التشھد و اعتمدہ المصنف والشرنبلانی تبعا للبحر لکن ضعفہ فی النہر لا یترکھا بل یصلیھا عند باب المسجد ان وجد مکانا و الا ترکھا لان ترک المکروہ مقدم علی فعل السنۃ (درمختار)

قولہ : عند باب المسجد اي خارج المسجد کما صرح بہ القھستانی (کذا فی الشامی) یصلی رکعتی الفجر عند باب المسجد ثم یدخل وان خشی فوتھما دخل مع الامام (عالمگیریۃ 1/120)

وذکر الولوالجی امام یصلی الفجر فی المسجد الداخل فجاء رجل یصلی الفجر فی المسجد الخارج، اختلف المشائخ فیہ : قال بعضھم لا یکرہ وقال بعضھم یکرہ لان ذلک کلہ کمکان واحد بدلیل جواز الاقتداء لمن کان فی المسجد الخارج من کان فی المسجد الداخل واذا اختلف المشائخ فالاحتیاط ان لا یفعل (انتھی بحر الرائق 2/48)

"مسجد کے دروازے کے پاس سنت فجر ادا کرنے کی شرط مسجد میں ادا کرنے کی کراہت پر دلالت کرتی ہے امام جبکہ جماعت کروا رہا ہو۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ : جب نماز (جماعت) کھڑی ہو جائے یعنی جب موذن اقامت شروع کرے تو اس وقت نماز پڑھنی درست نہیں ماسوا فرض نماز کے" اور اس لئے کہ وہ جماعت سے مخالفت اور ان سے علیحدگی کے مشابہ ہے، توجب مسجد کے دروازہ کے پاس جگہ نہ ہو تو لازمی ہوا کہ مسجد میں (سنت) نماز نہ پڑھی جائے اس لئے مکروہ کا ترک کرنا سنت کے عمل پر مقدم ہے۔ البتہ کراہت میں اختلاف ہو سکتا ہے۔ سو امام کی سرماکی نماز گرماکی نماز سے خفیف ہوگی اور اس کے برعکس کراہت شدت اختیار کر جائے گی جبکہ نماز صف ہی میں کھڑے ہو کر پڑھے گا جیسا کہ بیشتر جاہل ایسا کرتے ہیں۔ (فتح القدیر)

اور جب دو سنتوں کے پڑھنے سے نمازِ فجر کی دونوں رکعتوں کے نکل جانے کا اندیشہ ہو تو انہیں ترک کردے اس لئے کہ جماعت زیادہ کامل ہے، ورنہ ظاہر مذہب میں اسے ایک رکعت کے پائے جانے اور تشہد سے قبل کی توقع ہو، مصنف اور شرنبلانی نے بحر کی پیروی میں اسی پر اعتماد کیا ہے لیکن اسے "النہر" میں ضعیف قرار دیا ہے اس لئے کہ مکروہ کا ترک کرنا سنت کے عمل پر مقدم ہے، (درمختار) قولہ : "مسجد کے دروازے کے پاس" یعنی مسجد سے باہر جیسا کہ قھستانی نے تصریح کی ہے (شامی) فجر کی دو سنتیں مسجد کے دروازے کے پاس ادا کرے گا پھر اندر چلا جائے (عالمگیری)

اور ولوالجی نے ذکر کیا ہے کہ : امام مسجد کے اندر فجر کی نماز پڑھا رہا ہو تو ایک شخص آکر مسجد کے باہر فجر ادا کرے، مشائخ کا اس میں اختلاف ہے : بعض نے کہا مکروہ نہیں ہے اور بعض کے نزدیک مکروہ ہے۔ اس لئے کہ یہ سب ایک ہی جگہ کے حکم میں ہے، بدلیل کہ جو خارج از مسجد ہے اس کے لئے مسجد سے اندر والے کی اقتداء جائز ہے۔ سو جب علماء کا اختلاف ہے تو احتیاط اسی میں ہے کہ ایسا نہ کیا جائے۔ (بحر الرائق)

اور جماعت کے کھڑے ہو جانے کے بعد سنت فجر ادا کرنے کی کراہت کی دلیل صاحب ہدایہ اور صاحب فتح القدیر وغیرہ کے نزدیک یہ حدیث شریف ہے : اذا اقیمت الصلاۃ فلا صلاۃ الا المکتوبۃ (ترجمہ) "جب نماز کھڑی ہو جائے یعنی موذن اقامت شروع کرے تو اس وقت ماسوا فرض نماز کے نماز پڑھنی درست نہیں"۔ جیسا کہ اس حدیث کو مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، احمد بن حنبل، ابن حبان اور بخاری نے ترجمۃ الباب میں نقل کیا ہے۔ اور محدث ابن عدی نے حسن سند کے ساتھ اس کے بعد یہ نقل کیا ہے کہ : "اے خدا کے رسول اور نہ دو رکعت سنت فجر کی؟" یعنی کسی نے پوچھا کہ اقامت کے وقت فجر کی سنت بھی نہ پڑھے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جب اقامت ہونے لگے تو فجر کی سنت بھی نہ پڑھے۔"

جماعت کھڑی ہونے کے بعد سنتوں کی ممانعت احادیث کے تناظر میں :

1)۔۔۔ مؤطا امام مالک میں اس طرح سے روایت ہے کہ : چند شخص مؤذن کی اقامت سن کر دو رکعت سنتِ فجر پڑھنے لگے، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا : کیا دو نمازیں سنت اور فرض اکٹھی ایک خاص وقت میں؟ کیا دو نمازیں سنت و فرض اکٹھی ایک خاص وقت میں؟ یعنی ازراہ انکار و توبیخ اور سرزنش کے طور پر یہ فرمایا، کیا تم لوگ اقامت کے بعد دو نمازیں سنت اور فرض اکٹھی پڑھتے ہو؟ جیسا کہ محلی شرح مؤطا میں منقول ہے۔

2)۔۔۔ اور جماعت کھڑی ہونے کے وقت فجر کی سنتیں پڑھنے کے انکار کی دوسری حدیث جو کہ حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں :

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راي رجلا وقد اقیمت الصلاۃ یصلی رکعتین فلما انصرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاث بہ، فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آالصبح أربعًا؟ ([1])

"کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جماعت کھڑی ہونے کے وقت فجر کی سنتیں پڑھ رہا ہے پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز سے فارغ ہوئے تو لوگ اس کے گرد اکٹھے ہوگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے توبیخ و انکار فرمایا کہ : کیا تم نمازِ فجر چار رکعت پڑھتے ہو؟

3)۔۔۔ اور صحیح مسلم وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے یوں مروی ہے کہتے ہیں کہ :

اقیمت صلاۃ الصبح فراي رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلا یصلی والمؤذن یقیم فقال اتصلی الصبح اربعا؟ ([2])

"صبح کی نماز کی اقامت ہوئی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا وہ فجر کی سنتیں پڑھنے لگا اور مؤذن اقامت کہہ رہا ہے، سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرمایا : کیا تو صبح کی چار رکعت پڑھتا ہے؟"

4)۔۔۔ اور صحیح مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں :

دخل رجل المسجد، ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی صلاۃ الغداۃ، فصلی رکعتین فی جانب المسجد، ثم دخل مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فلما سلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، قال : یا فلان، بای الصلاتین اعتددت، ابصلاتک وحدک، ام بصلاتک معنا؟ (ابن ماجہ 1/190، ابوداؤد 1/180، مسلم 1/494، نسائی 1/188)

"کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ صبح میں تھے، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ صبح کی امامت کروا رہے تھے، پھر اس شخص نے دو رکعت سنتِ فجر مسجد کے ایک جانب ہو کر پڑھی، پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جماعت میں داخل ہوا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا فرمایا : اے فلاں تو نے ان دونوں نمازوں میں سے کون سی نماز کو فرض شمار کیا، کیا وہ نماز جو تو نے تنہا پڑھی اس کو فرض ٹھہرایا یا جو تم نے ہمارے ساتھ پڑھی اس کو؟

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بطور سرزنش و انکار کے یہ بات فرمائی۔

پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جماعت کھڑی ہونے کے وقت سنتوں کا پڑھنا مکروہ و ممنوع ہے۔

5)۔۔۔ ایک اور روایت حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے صحیح مسلم اور ابن ماجہ میں ہے کہ :

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، مر برجل یصلی، وقد اقیمت صلاۃ الصبح، فکلمہ بشیء لاندري ما ہو، فلما انصرفنا، احطنا نقول : ماذا؟ قال : لک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، قال : قال لی : "یوشک ان یصلی احدکم الصبح اربعا" (مسلم 1/493، ابن ماجہ 1/190)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے وہ فجر کی سنتیں پڑھ رہا تھا اس حال میں کہ صبح کی نماز قائم ہو چکی تھی، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے گفتگو فرمائی، ہمیں نہیں معلوم آپ نے اس سے آہستہ سے کیا فرمایا، پھر جب ہم لوگ نماز سے فارغ ہوئے تو ہم اس کے گرد جمع ہوئے اور کہا: تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا تھا؟ اس نے کہا کہ آپ نے مجھے یہ فرمایا تھا کہ: "قریب ہے کہ تم سے کوئی شخص صبح کے چار فرض پڑھے گا۔"

یعنی جماعت کے کھڑے ہونے کے وقت سنتوں کا پڑھنا فرائض کے برابر ٹھہرنا ہے۔ آخر کار آہستہ آہستہ سنت کو بمنزلہ فرض کے سمجھو گے اور اس طرح کا اعتقاد سنت کو فرض کے درجہ کے برابر پہنچا دے گا، سنت اور فرض میں امتیاز نہ رہے گا اور ایسا اعتقاد میری مرضی کے خلاف ہوگا اور جو کسی کا اعتقاد میری مرضی کے خلاف ہوگا وہ مردود اور بدعت و ضلالت ہوگا۔"

"اذا اقيمت الصلاة فلا صلاة الا المكتوبة" حديث مرفوع اخرجه مسلم والاربعة عن ابي هريرة واخرجه ابن حبان بلفظ: اذا اخذ المؤذن في الاقامة، واحمد بلفظ: فلا صلاة الا التي اقيمت وهو الاخص وزاد ابن عدي بسند حسن: قيل يا رسول الله ولا ركعتي الفجر؟ قال: ولا ركعتي الفجر، (نورپشتی) (ارشاد الساري 2/34-35)

وهكذا في القسطلاني مالك عن شريك بن عبدالله بن ابي نمر انه سمع قوم الاقامة فقاموا يصلون اي التطوع، فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: اصلوتان اي السنة والفرض معا اي موصولا في وقت واحد، اصلوتان معا، وذلك في صلوة الصبح في الركعتين اللتين قبل الصبح

"اذا اقيمت الصلاة.... الخ" مرفوع حدیث ہے (مسلم)

اور چاروں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور ابن حبان نے جب مؤذن اقامت شروع کر دے تو کوئی نماز نہیں ہوتی ماسوائے فرض کے اور احمد نے: وہی نماز ہوگی جس کے لئے اقامت کہی گئی ہے، کے ساتھ خاص کرتے ہوئے روایت کیا ہے۔ اور ابن عدی 1/234 نے "حسن سند" کے ساتھ ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے: "کہا گیا اے اللہ کے رسول نہ ہی فجر کی دو رکعتیں، فرمایا، نہ ہی فجر کی دو رکعتیں" تورپشتی اور ایسے قسطلانی میں مالک نے شریک بن عبداللہ بن ابی نمر سے روایت کیا ہے کہ: انہوں نے ایک جماعت میں اقامت سنی، تو وہ اٹھ کر نوافل پڑھنے لگے، سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور فرمایا: کیا دو نمازیں، سنت اور فرض ایک ساتھ، یعنی ایک ہی وقت میں ایک ساتھ دو نمازیں؟ اور یہ بات فجر میں پہلی دو سنتوں سے متعلق ہے۔

فقہاء کے اقوال:

اعلم انه قد اختلف في اداء سنة الفجر عند الاقامة، فكرهه الشافعي واحمد عملا بتلك الاحاديث وقالت المالكية لا يبتدء الصلوة بعد الاقامة لا فرضا ولا نفلا لحديث "اذا اقيمت الصلاة فلا صلاة الا المكتوبة" واذا اقيمت في الصلاة قطع ان خشي فوت ركعة والا اتم واستدل بعموم الحديث من قال بقطع النافلة، اذا اقيمت الفريضة، وبه قال ابو حامد وغيره (مغنی 2/119)

"جان لیجئے کہ اقامت کے وقت فجر کی سنتوں کی ادائیگی میں اختلاف ہے: امام شافعی اور امام احمد نے انہیں احادیث پر عمل کرتے ہوئے اسے مکروہ جانا ہے اور مالکیہ کہتے ہیں کہ حدیث "اذا اقيمت الصلاة.... الخ" پر عمل کرتے ہوئے اقامت کے بعد نہ فرض اور نہ ہی نفل نماز کی ابتداء کرے اور جب اقامت کہہ دی جائے اور وہ نماز میں ہو اور اسے رکعت کے ضائع ہو جانے کا خدشہ ہو تو نماز توڑ ڈالے، وگرنہ پورا کرے اور جس نے یہ کہا کہ نفل توڑ ڈالے اس نے عموم حدیث "اذا اقيمت الصلاة.... الخ" سے استدلال کیا ہے، یہی قول ابو حامد وغیرہ کا ہے۔"

وخص اخرون النهي بمن ينشا النافلة عملا لقوله "وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ" ثم زاد مسلم بن خالد عن عمرو بن دينار في قوله صلى الله عليه وسلم "اذا اقيمت الصلاة فلا صلاة الا المكتوبة" قيل يا رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا ركعتي الفجر؟ قال ولا ركعتي الفجر، اخرجه ابن عدي وسنده حسن (کامل 1/291-310، 2/678)

"اور دوسروں نے آیت "اور اپنے اعمال کو ضائع نہ کرو" سے استدلال کرتے ہوئے نہی کو نماز کی ابتداء کرنے والے کے لئے خاص کیا ہے۔ پھر مسلم بن خالد نے عمرو بن دینار

سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان میں زیادہ کیا ہے: جب نماز کھڑی ہو جائے تو فرض نماز کے سوا کوئی نماز نہیں ہوتی، کہا گیا اے اللہ کے رسول اور نہ ہی فجر کی دو سنتیں؟ فرمایا، نہ ہی فجر کی دو سنتیں۔ "ابن عدی بسند حسن۔

سنتِ فجر کا استثنیٰ اور حدیث کے طریق:

واما زیادة "الا ركعتی الفجر" فی الحدیث، فقال البیهقی: هذه الزیادة لا اصل لها، كذا فی المحلی عن ابی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا اقیمت الصلاة فلا صلاة الا المكتوبة وفی الباب عن ابن بحینة وعبدالله بن عمرو وعبدالله بن سرجس وابن عباس وانس رضی الله عنهم، قال ابو عیسیٰ: حدیث ابی هریرة حدیث حسن وكذاروي ایوب وورقاء ابن عمرو وزیاد بن سعد واسماعیل بن مسلم ومحمد بن جحادة عن عمرو بن دینار عن عطاء عن ابی هریرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم، وروي حماد بن زید وسفیان بن عُیینة عن عمرو بن دینار ولم یرفعاه والحدیث المرفوع اصح عندنا وقدوري هذا الحدیث عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم من غیر هذا الوجه، رواه عیاش بن عباس القُتیانی المصري عن ابی سلمة عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم عند اهل العلم من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم وغیرهم: اذا اقیمت الصلاة ان لا یصلی الرجل الا المكتوبة، وبه یقول، سفیان الثوري وابن المبارك والشافعي واحمد واسحاق ۔ ترمذی (عرف الشذی 1/97، محلی ابن حزم 3/106)

"اور حدیث میں (اذا اقیمت الصلوة والی روایت میں) الا رکعتی الفجر، یعنی فجر کی دو رکعتوں کے علاوہ کا اضافہ بے اصل ہے۔ ایسا ہی محلی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب فرض نماز کھڑی ہو جائے تو فرض نماز کے سوا کوئی نماز نہیں ہوتی۔ اور اس باب میں حضرت ابن بحینہ، عبداللہ بن عمرو، عبداللہ بن سرجس، ابن عباس، اور حضرت انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے۔ ابو عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حسن ہے۔ اسی طرح ایوب، ورقاء بن عمرو، زیاد بن سعد، اسماعیل بن مسلم اور محمد بن جحادہ نے عمرو بن دینار سے اور انہوں نے عطاء بن یسار سے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ حماد بن زید اور سفیان بن عیینہ نے عمرو بن دینار سے روایت کیا ہے اور دونوں نے اسے مرفوع نہیں کہا اور مرفوع حدیث ہمارے نزدیک زیادہ صحیح ہے اور یہی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طریق کے علاوہ سے بھی مروی ہے۔ عیاش بن عباس القتبانی المصری نے ابو سلمہ سے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر اہل علم کا اسی پر عمل رہا ہے کہ: جب جماعت کھڑی ہو جائے تو آدمی ماسوائے فرض نماز کے دوسری نماز نہ پڑھے۔ یہی قول سفیان ثوری، ابن مبارک، امام شافعی، احمد اور اسحاق کا ہے۔ (ترمذی)

عن عطاء بن یسار عن ابی هریره رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال اقیمت الصلاة ان لا یصلی الرجل الا المكتوبة، وحدیث محمد بن حاتم وابن رافع قالا حدثنا شبابه قال حدثنی ورقاء بهذا الاسناد وحدثنی یحیی ابن جیبب الحارثی قال حدثنا روح قال حدثنا زكریا ابن اسحاق قال حدثنا عمرو بن دینار قال سمعت عطاء بن یسار یقول عن ابی هریرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال: اذا اقیمت الصلاة فلا صلاة الا المكتوبة

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جماعت کھڑی ہو جائے تو ماسوائے فرض کے اور نماز نہ پڑھو۔"

(ایک اور دوسری سند سے یہی حدیث مروی ہے)

حدثناه عبد بن حمید قال حدثنا عبدالرزاق قال اخبرنا زكریا بن اسحاق لهذا الاسناد مثله، وحدثنا حسن الحلوانی قال حدثنا یزید بن هارون قال اخبرنا حماد بن زید عن ایوب عن عمرو بن دینار عن عطاء بن یسار عن ابی هریرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم بمثله

(مذکورہ حدیث دو اور اسناد کے ساتھ مروی ہے)

قال حماد ثم لقیت عمروا فحد ثنی بہ ولم یرفعه (صحیح مسلم مختصرا)

"حماد نے کہا پھر میں عمرو سے ملا تو انہوں نے مجھے حدیث بیان کی لیکن مرفوع نہیں کہا۔ (مسلم)

قولہ : "قال حماد ثم لقیت عمروا فحد ثنی بہ ولم یرفعه" ہذا الکلام لا یقدح فی صحۃ الحدیث ورفعه لان اکثر الرواۃ رفعوہ وقال الترمذی وروایۃ الرفع اصح، وقد قدمنا فی الفصول السابقۃ فی مقدمۃ الکتاب ان الرفع مقدم علی الوقف علی المذہب الصحیح وان کان عدد الرفع اقل فکیف اذا کان اکثر (نووی شرح مسلم، وہکذا فی تدریب الراوی 1/247)

"ان کا یہ کہنا : کہ حماد نے کہا پھر میں عمرو کو ملا تو مجھے انہوں نے بیان کیا اور اس کو مرفوع نہیں کہا" یہ صحت حدیث اور مرفوع ہونے میں مضر نہیں ہے، اس لئے کہ اکثر رواۃ نے اس کو مرفوع بیان کیا ہے، ترمذی نے کہا : مرفوع ہونا زیادہ درست ہے۔ اور یہ بات مقدمۃ الکتاب کی سابقہ فصول میں بیان ہو چکی ہے کہ : صحیح مذہب میں مرفوع، موقوف پر مقدم ہے اگرچہ مرفوع کی تعداد کم ہو، تو اس کا حال کیسا ہوگا جہاں مرفوع کی تعداد بھی زیادہ ہو۔ (تدریب الراوی)

گوشہ مسجد میں سنتیں پڑھنے کی دلیل اور اس کا جواب :

یاد رہے کہ ابراہیم حلبی شارح منیۃ المصلی تلمیذ ابن الہمام وغیرہ نے طحاوی وغیرہ سے جو نقل کیا ہے کہ : صحابہ سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہ اور تابعین میں سے مسروق، حسن بصری اور ابن جبیر وغیرہ نے، جماعت کھڑی ہو جانے کے بعد سنتِ فجر گوشہ مسجد میں پڑھ کر جماعت میں شامل ہوئے تو اس دلیل سے مسجد میں اقامتِ صلاۃ کے بعد سنت کا پڑھنا جائز معلوم ہوتا ہے، سو یہ نقل صاحب ہدایہ اور صاحب فتح القدیر جو کہ محقق حنفی الذہب ہیں اسے ضرور نقل کرتے ہیں بلکہ اس کے برعکس حدیث "اذا اقیمت الصلاۃ فلا صلاۃ الا المکتوبۃ" سے فجر کی سنت مسجد میں پڑھنے کو مکروہ لکھا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ طحاوی وغیرہ کا قول جو ابراہیم حلبی نے ذکر کیا ہے صاحب ہدایہ اور صاحب فتح القدیر کے ہاں پایہ اعتبار سے ساقط ہے ورنہ وہ اسے ضرور نقل کرتے۔

بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مخالف عمل مذکور ہے، یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ جماعت کے قائم ہونے کے بعد سنتِ فجر پڑھ رہا ہے تو اسے مارا اور تعزیر دی اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ موذن کی اقامت کے وقت فجر کی سنت پڑھنے لگا تو اسے کنکر مارا۔ (بیہقی 1/483، محلی شرح موطا)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے عمل کا جواب :

اگر بالفرض عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ نے فجر کی سنت پڑھی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ان کی حدیث نہ پہنچی ہو اور نہی کی حدیث ان تک نہ پہنچنا بھی کوئی تعجب کی بات نہیں، کیونکہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے لئے رکوع میں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا مخفی رہا اور وہ ہمیشہ پہلے دستور کے مطابق دونوں ہاتھ ملا کر ران میں رکھتے تھے اور اس مسئلہ میں انہوں نے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کی مخالفت کی، چنانچہ صحاح میں مذکور ہے کہ دونوں ہاتھ ملا کر ران میں رکھنا منسوخ ہو چکا ہے مگر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو نسخ کی حدیث نہیں پہنچی، حالانکہ ہر نماز میں رکوع کے وقت گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا مدام معمول ہے اور ایسا مشہور فعل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر مخفی رہا۔ سو اسی طرح جماعت کھڑی ہو جانے کے وقت مسجد کے اندر سنتِ فجر ادا کرنے کی نہی والی حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو نہ پہنچی۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہ ﴿وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ ۝٣﴾ "قراءت کی بجائے "والذکر والانثی" پڑھتے تھے حالانکہ قراءت ﴿وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ ۝٣﴾ "جمہور صحابہ کے نزدیک متواتر ہے اور یہی قراءت متواترہ اسی طرح ہر قرآن کریم اور مصحفِ عثمانی میں مذکور ہے اور یہ قراءت متواترہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ پہنچی، جیسا کہ فتح الباری 8/707 وغیرہ میں یہ قصہ مذکور ہے۔

سو اس حدیث نہی کے لاعلمی کے سبب اگر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فجر کی سنت کبھی مسجد میں جماعت کے قائم ہونے کے

وقت پڑھی ہو تو وہ معذور ٹھہریں گے اور جو صحیح حدیث چھ سات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہے اور آیت کریمہ "وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا" (الحشر: 7) کے موجب، ہمارا سنتیں پڑھنا حجت نہیں ہو سکتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل:

تو امت پر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا قول و فعل اور تقریر واجب الاتباع ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بابت پیچھے گزر چکا ہے کہ:

وقد روي عن عمر رضی اللہ عنہ: انہ کان اذا راي رجلا يصلي وهو يسمع الاقامة ضربه، وعن ابن عمر رضی اللہ عنہما انہ ابصر رجلا يصلي الركعتين والموذن يقيم فحصبه (محلی ابن حزم 3-109)

"انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اقامت سننے کے بعد نماز پڑھ رہا ہے تو اسے مارا اور تعزیر دی۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ موذن کے اقامت کہنے کے بعد دو رکعتیں پڑھ رہا ہے تو اسے کنکر مارا۔" (سنن کبریٰ بیہقی 2/483)

احناف کا نہی کی تاویل اور ان کا رد:

اور بعض علمائے احناف نہی کی حدیث کا یوں جواب دیتے ہیں کہ: اس شخص نے مسجد کے کنارہ کی اوٹ میں (سنت) نہیں پڑھی تھی اس لئے زجر و انکار فرمایا وہ اگر دور یا اوٹ میں پڑھتا تو کوئی مضائقہ نہ تھا۔ تو صحیح مسلم کی حدیث ان کے قول کو رد کرتی ہے جیسا کہ محلی میں ہے:

ومن الحنفية من قال انما انكر النبي صلی اللہ علیہ وسلم وقال: الصبح اربعا؟ لانه صلی الفرض اولان الرجل صلاها في المسجد بلا حائل فتشوش على المصلين، ويرد الاحتمال الاول قوله صلی اللہ علیہ وسلم كما في الكتاب: اصلوتان معا؟ وما للطبراني عن ابي موسىٰ انه صلی اللہ علیہ وسلم راي رجلا يصلي ركعتي الغداة والموذن يقيم فاخذ منكبيه وقال: الا كان هذا قبل هذا ويرد الثاني ما في مسلم عن ابي سرجس رضی اللہ عنہ، دخل رجل المسجد وهو صلی اللہ علیہ وسلم في صلوة الغداة فصلى ركعتين في جانب المسجد ثم دخل مع النبي صلی اللہ علیہ وسلم، فلما سلم النبي صلی اللہ علیہ وسلم قال: يا فلان باي الصلوتين اعتددت، ابصلوتك وحدك ام بصلوتك معنا؟ انتهى فانه يدل على ان اداء الرجل كانت في جانب لا مخالطا للصف وفي المحيط الرضوي، اختلفوا في الكراهة فيما اذا صلى في المسجد الخارج والامام في الداخل، فقيل: لا يكره وقيل: يكره لان ذلك كله كمكان واحد، فاذا اختلف المشائخ فيه كان الاحوط ان لا يصلي (كذا في المحلى 3-107، نيل الاوطار 3/92)

"احناف میں سے بعض نے کہا کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہہ کر کہ "کیا صبح کی چار رکعتیں ہیں؟" انکار فرمایا تھا، کیونکہ آپ کو علم ہو گیا تھا کہ اس نے فرض پڑھ لئے ہیں، یا پھر اس لئے کہ آدمی نے مسجد میں بغیر اوٹ کے نماز پڑھ لی تھی، جس سے نمازیوں کو تشویش لاحق ہوئی، تو پہلے احتمال کو آپ کا یہ فرمانا رد کرتا ہے "کیا دو نمازیں ایک ساتھ؟" اور جو طبرانی میں حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ فجر کی دو رکعت پڑھ رہا ہے جبکہ موذن اقامت کہہ رہا ہے، تو آپ نے اس کے دونوں کندھوں کو پکڑا اور فرمایا: کیا یہ (سنتیں) اس (فرض نماز) سے پہلے نہ ہو سکتی تھیں؟ اور دوسرا احتمال اس سے مسترد ہوتا ہے جو کہ مسلم میں ابن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز ادا کر رہے تھے، سو اس نے مسجد کے گوشے میں دو رکعت پڑھیں پھر وہ حضرت کے پاس شامل ہو گیا جب آپ نے سلام پھیرا تو فرمایا: اے فلاں! تم نے اپنی دو نمازوں میں سے کون سی نماز شمار کی ہے۔ کیا وہ جو تم نے تنہا پڑھی ہے یا جو ہمارے ساتھ ادا کی ہے؟ انتہی۔ تو یہ اس بات کی عکاسی ہے کہ آدمی ایک کونے میں نماز پڑھ رہا تھا نہ کہ صف میں شامل تھا۔ المحیط الرضوی، میں ہے کہ: جب خارج از مسجد نماز پڑھے اور امام داخل مسجد ہو، تو ایک کے مطابق مکروہ نہیں ہے، جبکہ دوسرے قول کے مطابق مکروہ ہے اس لئے کہ یہ ایک ہی جگہ کے حکم میں ہے تو جب اس میں مشائخ کا اختلاف ہے تو احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ سنت نماز نہ پڑھی جائے۔" (المحلی)

احادیثِ مذکورہ بالا سے یہ صاف واضح ہوتا ہے کہ فجر کی سنت، فرض نماز کھڑی ہونے کے بعد مطلقا نہ پڑھے نہ ہی مسجد کے اندر اور نہ ہی مسجد سے باہر۔ اور یہی مذہب تمام اہل علم اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ، محلی شرح موطا سے معلوم ہوتا ہے۔ اور ہدایہ، فتح القدیر اور در مختار کا ذکر پہلے ہو چکا ہے کہ اقامت کے وقت مسجد میں سنت پڑھنا مکروہ ہے اور خارج از مسجد پڑھنا درست ہے بشرطیکہ فرض کی دونوں رکعت نہ چھوٹ جائیں، لیکن حدیث کے مضمون سے جماعت کھڑی ہونے کے وقت سنت کا مطلق نہ پڑھنا معلوم ہوتا ہے۔ خواہ مسجد میں ہو یا مسجد سے خارج۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

فیہ دلیل علی انہ لایصلی بعد الاقامۃ نافلۃ وان کان یدرک الصلوۃ مع الامام ورد علی من قال، ان علم انہ یدرک الرکعۃ الاولی اوالثانیۃ یصلی النافلۃ ([3])

"اس میں دلیل پائی جاتی ہے کہ اقامت کے بعد نفل نہ پڑھے جائیں، اگرچہ نماز امام کے ساتھ پائی جا سکتی ہو اور اسی سے اس پر رد کیا جائے گا، جو یہ کہے کہ اسے معلوم ہے کہ نفل پڑھنے کی صورت میں پہلی یا دوسری رکعت پا لے گا۔"

جماعت کھڑی ہونے کی صورت میں سنتیں نہ پڑھنے میں حکمت :

اور جماعت کھڑی ہونے کے بعد سنت نہ پڑھے اس میں یہ حکمت پنہاں ہے کہ : فرض جماعت میں ابتداء ہی سے دل جمعی سے مل جائے اور تکبیر اولی اور تکمیل فرض کے ثواب کو حاصل کر لے اور اختلاف کی صورت ظاہر نہ ہو پس فرض کی حفاظت علی وجہ الکمال مقتدی کو ضرور کرنی چاہیے۔

جیسا کہ امام نووی رقمطراز ہیں :

ان الحکمۃ فیہ ان یتفرغ للفریضۃ من اولہا فیشرع فیہا عقیب مشروع الامام، واذا اشتغل بنافلۃ فاتہ الاحرام وفاتہ بعض مکملات الفریضۃ، فالفریضۃ اولی بالمحافظۃ علی اکمالہا، قال القاضی : وفیہ حکمۃ اخری وہو النہی عن الاختلاف علی الائمۃ (شرح مسلم 1-147)

"اس میں حکمت یہ ہے کہ : (نمازی) ابتداء ہی سے فرض کے لئے خالی الذہن ہو، سو امام کے آغاز کے بعد شروع کرنے والا جب سنتوں میں مشغول ہو جائے گا تو اس کی تکبیر تحریمہ چھوٹ جائے گی اور فرض کے کچھ مکملات بھی چھوٹ گئے، پس فرض کی تکمیل کی حفاظت مقدم ہے۔ قاضی نے کہا : اس میں ایک دوسری حکمت بھی ہے : وہ، امام کی مخالفت سے روکنا ہے"۔ (نووی)

فجر کی سنتیں رہ جانے کی صورت میں ان کی ادائیگی کا وقت :

طلوع آفتاب کے بعد :

رہا یہ مسئلہ کہ جس نے فجر کی سنت نہ پڑھی ہو تو انہیں کب ادا کرے، کیا طلوع آفتاب سے قبل یا طلوع آفتاب کے بعد! حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے دونوں طرح ہی منقول ہے خواہ طلوع آفتاب سے قبل پڑھ لے یا بعد میں جیسا کہ موطا میں ہے کہ

مالک انہ بلغہ، ان عبداللہ بن عمر فاتہ رکعتا الفجر فقضاہما بعد ان طلعت الشمس (موطا امام مالک 1/124)

وہکذا اسندہ ابن ابی شیبۃ عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہ جاء الی القوم وہم فی الصلوۃ ولم یکن صلی الرکعتین فدخل معہم ثم جلس فی مصلاہ فلما اضحی اقام فصلاہما، ولہ من طریق عطیۃ قال رایت ابن عمر رضی اللہ عنہ قضاہما حین سلم الامام (محلہ 3/114)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے فجر کی سنتیں چھوٹ گئیں تو انہوں نے انہیں طلوع آفتاب کے بعد ادا کیا۔ (موطا)

اس طرح ابن ابی شیبہ میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ قوم کے پاس اس وقت آئے جبکہ وہ نماز (باجماعت) پڑھ رہے تھے تو ان کے ساتھ مل گئے اور دو رکعتیں سنت نہ پڑھی، پھر اپنی جائے نماز پر ہی بیٹھے رہے تا آنکہ چاشت کا وقت ہو گیا، سو اٹھے اور ان کو ادا کیا۔ مزید عطیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا انہوں نے ان (فوت شدہ سنتوں کو) امام کے سلام پھیرنے کے بعد ادا کیا۔ (محلی)

اور ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا نقل کیا ہے کہ سنت کی قضا طلوع آفتاب کے بعد بھی ثابت ہے کہ

من لم يصل ركعتي الفجر فليصلهما بعد ما تطلع الشمس، قال الترمذي : والعمل علىٰ هذا عند بعض اهل العلم، وبه يقول الثوري ابن مبارك والشافعي واحمد واسحاق (ترمذی 1/287، ابن ماجہ البانی 1/190)

"جس شخص نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں تو ان کو طلوع آفتاب کے بعد پڑھ لے۔ ترمذی نے کہا اسی پر اہل علم کا عمل ہے، اور یہی قول سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔"

سنتوں کی ادائیگی فرضوں کے بعد:

ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہ سے فرضوں کے بعد طلوع آفتاب سے قبل پڑھنا ثابت ہے کہ: حضرت قیس بن عمرو رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جماعت کی اقامت کے وقت نماز میں شامل ہوئے اور فرضوں کی ادائیگی کے بعد جلدی سے فجر کی سنتیں پڑھنے لگے۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جماعت سے فارغ ہوئے اور قیس رضی اللہ عنہ کو سنتیں پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: اے قیس رضی اللہ عنہ! ٹھہر جا! کیا دو نمازیں اکٹھی پڑھتے ہو؟ تو قیس رضی اللہ عنہ نے کہا، اے اللہ کے رسول میں نے فجر کی سنتیں پہلے نہیں پڑھی تھیں تو میں نے یہ دو رکعت سنتِ فجر ادا کی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اس وقت کوئی مضائقہ نہیں۔ یعنی جبکہ تم نے پہلے فجر کی سنتیں نہیں پڑھی تھیں اور فرض ادا کرنے کے بعد پڑھی تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ (ابن ماجہ، البانی 1/190، ابوداؤد 2/51، ترمذی 2/284)

تو اس فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے واضح ہوا کہ فجر کی جماعت کے بعد فجر کی سنتیں پڑھنا جائز ہے اور نفل پڑھنا مکروہ ہے جیسا کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ سو نہی کی حدیث سے فجر کی سنتیں مستثنیٰ اور خارج ہوئیں اور اس پر نہی وارد نہیں ہو گی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیس رضی اللہ عنہ کے سنت پڑھنے پر خاموش رہے، ایک روایت میں فرمایا: "کیا حرج ہے" مزید ایک روایت میں ہے "مسکرائے" اسی لئے علمائے مکہ معظمہ کی ایک جماعت قیس رضی اللہ عنہ کی حدیث پر عمل کرنے کی قائل ہے۔ اب جو شخص فرض کی ادائیگی کے بعد فجر کی سنتیں پڑھنے کو شدت سے منع کرتا ہے تو اس کا قول بموجب حدیث قیس رد کیا جائے گا، کیونکہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وسعت پائی گئی ہے۔

مرسل حدیث احناف کے ہاں حجت ہے:

آخر کار انتہاء پسند اس حدیث کو مرسل کہیں گے اور مرسل حدیث حنفی اور مالکی مذہب میں حجت ہے، چنانچہ نور الانوار اور توضیح وغیرہ میں مذکور ہے:

باب من فاتته متى يقضيها... حدثنا عثمان بن ابي شيبة نا ابن نمير عن سعيد بن سعيد حدثني محمد بن ابراهيم عن قيس بن عمرو قال راي رسول الله صلى الله عليه وسلم رجلا يصلي بعد صلوة الصبح ركعتين فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوة الصبح ركعتان فقال الرجل، اني لم اكن صليت الركعتين اللتين قبلهما فصليتهما الآن، فسكت رسول الله صلى الله عليه وسلم ([4])

"باب: جس سے (سنت) چھوٹ جائے وہ اُسے کب ادا کرے۔۔۔

حضرت قیس بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا صبح کی نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھ رہا ہے، تو آپ نے فرمایا: صبح

کی نماز کی دو رکعتیں ہیں۔ آدمی نے کہا: میں نے پہلی والی دو رکعت نہیں پڑھی تھیں۔ سو میں نے اب پڑھی ہیں۔ سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔"

حدثنا حامد بن یحیی البلخی قال، قال سفیان کان عطاء بن ابی رباح یحدث بھذا الحدیث عن سعد بن سعید، قال ابو داؤد روي عبد ربہ و یحیی ابنا سعید، ہذا الحدیث مرسلا ان جدہم زیدا صلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم (انتہی مافی ابی داوٗد) ([5])

ابو داؤد کہتے ہیں کہ اس روایت کو عبد ربہ اور یحییٰ نے جو کہ دونوں سعید کے بیٹے ہیں اس حدیث کو مرسل بیان کیا ہے کہ: ان کے دادا زید نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔

باب: ماجاء فیمن تفوتہ الرکعتان قبل الفجر یصلیھما بعد الفجر..... حدثنا محمد بن عمرو السواق حدثنا عبدالعزیز بن محمد عن سعد بن سعید عن محمد بن ابراہیم عن جدہ قیس قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاقیمت الصلاۃ فصلیت معہ الصبح ثم انصرف النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوجدنی اصلی فقال مہلا یا قیس، اصلاتان معا؟ قلت یا رسول اللہ انی لم اکن رکعت رکعتی الفجر قال: فلا اذا ان قال ابو عیسیٰ حدیث محمد بن ابراہیم لا نعرفہ مثل ہذا الا من حدیث سعد بن سعید وقال سفیان بن عیینۃ سمع عطاء بن ابی رباح من سعد بن سعید ہذا الحدیث، وانما یروي ہذا الحدیث مرسلا، وقد قال قوم من اہل مکۃ لہذا الحدیث لم یروا باسا ان یصلی الرجل الرکعتین بعد المکتوبۃ قبل از تطلع الشمس، قال ابو عیسیٰ و سعد بن سعید ہو اخو یحییٰ بن سعید الانصاري، وقیس ہو جد یحییٰ بن سعید ویقال ہو قیس بن عمرو ویقال ہو قیس بن فہد واسناد ہذا الحدیث لیس بمتصل، محمد بن ابراہیم التیمی لم یسمع من قیس، وروي بعضھم ہذا الحدیث عن سعد بن سعید عن محمد بن ابراہیم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج فراي قیسا (انتہی مافی ترمذی 1/285، ابن ماجہ 1/365 فواد)

"باب ہے کہ: جس سے قبل از فجر دو سنتیں چھوٹ جائیں انہیں فجر کی نماز کے بعد پڑھے۔۔۔ محمد بن ابراہیم اپنے دادا قیس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے تو نماز کی اقامت کہی گئی تو میں نے آپ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو مجھے دیکھا کہ میں نماز پڑھ رہا ہوں، تو فرمایا: رُک جاؤ اے قیس! کیا دو نمازیں ایک ساتھ؟ تو میں نے عرض کیا، میں نے فجر کی پہلی دو سنتیں ادا نہیں کی تھی، تو آپ نے فرمایا: تو کوئی حرج نہیں!

ابو عیسیٰ نے کہا: کہ ہم محمد بن ابراہیم کی روایت سعد بن سعید ہی کے واسطے سے جانتے ہیں۔ سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ: عطاء بن ابی رباح نے یہ حدیث سعد بن سعید سے مرسل روایت کی ہے، اہل مکہ میں سے علماء کی ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ: اس میں کوئی حرج نہیں کہ آدمی فرض کے بعد طلوع آفتاب سے قبل دو سنتیں پڑھ لے۔ ابو عیسیٰ نے کہا: سعد بن سعید وہ یحییٰ بن سعید انصاری کے بھائی ہیں اور قیس یحییٰ کے دادا ہیں کہا جاتا ہے کہ وہ، قیس بن عمرو ہیں یا قیس بن فہد ہیں، محمد بن ابراہیم کا قیس رضی اللہ عنہ سے عدم سماع کی بنا پر ہی اسے غیر متصل کہا ہے اور بعض نے عن سعد بن سعید عن محمد بن ابراہیم روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور قیس کو دیکھا۔۔۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فجر کی سنتوں کی قضا نہیں ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک زوال تک قضا کرلے اور بعض کہتے ہیں کہ: جو قضا کرلے گا تو وہ شیخین کے نزدیک نفل ہوں گے اور سنت شمار ہوں گے، اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قضا کرلینا چھوڑنے سے بہتر ہے، جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا۔

ولا یقضیھما اي سنۃ الفجر الا حال کونہ تبعا للفرض قبل الزوال او بعدہ علی اختلاف المشائخ، کما فی السمرتاشی، یقضی بعد اجماعا، والکلام دال علی انہا اذا فاتت وحدہا لا تقضی وہذا عندہما، واما عند محمد فیقضیھما الی الزوال استحسانا، وقیل لا خلاف فیہ فان عندہ لو لم یقض فلا شیء علیہ واما عندہما فلو قضیٰ لکان حسنا، وقیل الخلاف فی انہ لو قضی کان نفلا عندہما سنۃ عندہ کما فی جامع الرموز

"سنت فجر کو ماسوائے فرائض کی اتباع کے قضا نہ کرے، مگر مشائخ کے نزدیک اختلاف کے باعث، قبل از زوال یا بعد از زوال ادا کرے جیسا کہ سمرتاشی میں ہے۔ یہ بھی کہا گیا کہ بعد از زوال ادا کرے جیسا کہ سمرتاشی میں ہے۔ یہ بھی کہا گیا کہ بعد از زوال پر اجماع ہے۔ اور کلام اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ شیخین کے مذہب کے مطابق قضائی نہ دے، البتہ امام محمد کے نزدیک زوال تک قضا کرنا بہتر ہوگا اور ایک قول یہ ہے کہ: اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے، ان کے ہاں یہ بھی ہے کہ اگر قضائی نہ بھی دے کوئی حرج نہیں، تاہم شیخین کے نزدیک قضائی دینا بہتر ہوگا۔ ایک قول کے مطابق اختلاف اس میں ہے کہ شیخین کے نزدیک اگر قضا دے گا تو وہ نفل ہوں گی اور امام محمد کے ہاں سنت ہی ہوں گی۔ (جامع الرموز)

واللہ اعلم بالصواب۔۔۔ فاعتبروا یا اولی الالباب۔۔۔ حسبنا اللہ بس حفیظ اللہ

حررہ سید شریف حسین

محمد اسد علی

سید محمد نذیر حسین

واللہ الموفق

حاصل:

نماز فرض ہوتے ہوئے دو رکعت پڑھنے کے جو آثار وارد ہیں وہ سند کے لحاظ سے صحیح نہیں ہیں۔ اگر کوئی صحیح بھی ہو تو اس حدیث کے مخالف ہے کہ اذا اقیمت الصلاۃ فلا صلاۃ الا المکتوبۃ۔۔۔ (جاوید)

---

[1] رواہ البخاری، فتح الباری 2/148

[2] مسلم 1/247، محلی ابن حزم 3/107، مصابیح السنہ 1/392

[3] نووی شرح مسلم 1/247، طبع کراچی

[4] ابوداؤد 1/180، ابن ماجہ 1/365، فواد عبدالباقی

[5] ابوداؤد 2/52

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ نواب محمد صدیق حسن

صفحہ: 233

محدث فتویٰ